دینی مدارس امن وسلامتی کے مراکز ہیں

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس کا انٹرویو

حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

[موجودہ حکومت نئی قومی سلامتی پالیسی کے تحت مدارس میں اصلاحات کی بات کررہی ہے۔حکومت کی مدارس کے حوالے سے نئی پالیسی کو مذہبی حلقے مدارس کے کردار اور آزادی کو محدود کرنے کی کوشش قرار دے رہے ہیں۔اس پس منظر میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری سے ملک کے ایک موقر روزنامہ نے خصوصی گفتگو کی،افادہ عام کی غرض سے قارئین کی خدمت میں پیش ہے...............................ادارہ]

روزنامہ اسلام:......قاری صاحب! حکومت مدارس میں وہ کون سی اصلاحات کرنا چاہتی ہے، جس سے آپ سمجھتے ہیں کہ مدارس کی آزادی اور کردار محدود ہوجائے گا؟

قاری حنیف جالندھری:......حکومت نے جو قومی سلامتی پالیسی مرتب کرکے پارلیمنٹ میں پیش کی ہے جس پر آج کل ایوان میں بحث جاری ہے، اس میں دینی مدارس کے حوالے سے جو چیزیں شامل کی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ زمینی حقائق سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ بظاہر یہ لگتا ہے کہ یہ بیوروکریسی نے تیار کی اور حکومت کو اندھیرے میں رکھا اور یہ حکومت کی بے خبری کی دلیل بھی ہے۔اس لیے کہ اس پالیسی میں دینی مدارس کے جن معاملات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور جن چیزوں میں اصلاحات لانے کا عزم کیا گیا، یہ تمام چیزیں طے شدہ ہیں۔ان کے اندر کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو ابھی طے ہونا باقی ہو، مثلاً: دینی مدارس کی تین چیزیں پالیسی میں شامل کی گئی ہیں، انتظامی، مالی اور تعلیمی امور۔ جہاں تک انتظامی بات ہے تو اس میں مدارس کی سب سے بنیادی چیز رجسٹریشن ہے۔ 1992 سے لے کر 2004 تک خود حکومت نے مدارس کی رجسٹریشن پر پابندی عائد کی ہوئی تھی اور ہمارا مطالبہ تھا کہ حکومت اس رجسٹریشن کی پابندی کو ختم کرے۔حکومت اس وقت یہی کہتی تھی کہ ہم اس قانون کو درست کرنا چاہتے ہیں اور مدارس میں کچھ

اصلاحات چاہتے ہیں۔ 2004 میں جب پرویز مشرف کی حکومت اور اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کے اس موضوع پر مذاکرات ہوئے تو اس کے نتیجے میں اتفاق رائے سے دو تین چیزوں کا اضافہ 1860 کے سوسائٹی ایکٹ میں کیا گیا۔ چنانچہ اس کے بعد مدارس کی رجسٹریشن شروع ہوگئی، جو آج تک جاری ہے۔ لہٰذا دینی مدارس کے انتظامی حوالے سے رجسٹریشن کا مسئلہ تھا، جو حل ہو چکا ہے۔ اس مسئلے میں تاخیر اور التوا حکومت کی طرف سے تھا۔ مدارس نے کبھی بھی رجسٹریشن سے انکار نہیں کیا۔ جب یہ بنیادی مسئلہ حل ہوگیا ہے تو اب کون سا ایسا مسئلہ ہے جسے کہا جائے کہ اب اسے حل کرنا ہے۔ دوسرا معاملہ ہے مالی، داخلی پالیسی میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ دینی مدارس کی فنڈنگ اور ان کی آمدنی کے ذرائع کو دیکھا جائے گا اور مدارس کی آمدنی کا آڈٹ ہوگا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی لاعلمی اور بے خبری کی دلیل ہے، کیوں کہ جب 2004 میں رجسٹریشن کے قانون میں باہمی اتفاق رائے سے ایک دفعہ کا اضافہ ہوا تھا، اس میں یہ بات شامل تھی کہ جو مدرسہ بھی رجسٹرڈ ہوگا، وہ باقاعدہ حکومت سے منظور شدہ آڈٹ اکاؤنٹنٹ سے ہر سال اپنے حسابات کا آڈٹ کرائے گا اور آڈٹ رپورٹ کی ایک کاپی متعلقہ رجسٹریشن آفس میں جمع کروائے گا، تو جب دینی مدارس کے تمام حسابات کا آڈٹ ہوتا ہے اور آڈٹ رپورٹ باقاعدہ حکومت کے دفتر میں جمع ہوتی ہے تو اب ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ جس کی بنیاد پر یہ کہا جائے کہ حکومت مدارس کے مالی معاملات سے بے خبر ہے اور اسے پتہ نہیں ہے کہ مدارس میں پیسہ کہاں سے آ رہا ہے اور کہاں خرچ ہو رہا ہے، جب دینی مدارس اپنے حسابات کا آڈٹ سرکاری اداروں سے کراتے ہیں، حکومت کے پاس آڈٹ رپورٹیں موجود ہیں تو ان رپورٹوں سے پتا چلتا ہے کہ کتنا پیسہ آیا، کہاں سے آیا اور کہاں خرچ ہوا، اس لیے دینی مدارس کے مالی معاملات میں کسی نئی اصلاح کی ضرورت نہیں ہے۔ جہاں تک مدارس کی تعلیمی پالیسی ہے، جب 1981 میں ہائر ایجوکیشن کمیٹی نے جو اس زمانے میں ''یونی ورسٹی گرانٹس کمیشن'' کہلاتا تھا، مدارس کا یہ تمام کا تمام نصابِ تعلیم از سرِ نو دیکھا تھا، اس پر بحث ہوئی تھی اور نصابِ تعلیم کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل بحث ہونے کے بعد ہی سولہ سالہ نصابِ تعلیم جو پرائمری سے لے کر ایم اے تک کا ہے، اُسے منظور کیا تھا، ہمارا یہ تعلیمی نصاب بھی ڈسکس ہو چکا ہے تو گویا مدارس کے انتظامی معاملات، مالی معاملات یا تعلیمی معاملات ہوں ان سب کی بنیادی چیزیں سابقہ حکومتوں کے ساتھ زیر بحث آ چکی ہیں، مذاکرات ہو چکے ہیں اور افہام وتفہیم کے ساتھ وہ چیزیں طے ہو چکی ہیں، اب کوئی ایسی نئی بات نہیں تھی کہ جس کی بنیاد پر یہ کہا جاتا ہے کہ ہم مدارس میں اصلاحات کریں گے اور مدارس کو قومی دھارے میں لائیں گے، اگر کوئی طے شدہ باتوں سے ہٹ کر نئی چیز ہے، تو وہ ہمارے سامنے زیر بحث لائی جائے اور یہ کام حکومت کو پہلے کرنا چاہیے تھا یعنی اب حکومت جو کہہ رہی ہے کہ

ہم اس پالیسی پر آپ سے مشورہ کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ وفاقی کابینہ کا جو حال میں اجلاس ہوا اس میں یہ پالیسی پیش کی گئی تو وہاں مدارس کے حوالے سے بھی بات چیت ہوئی۔ ذرائع سے یہ پتا چلا کہ کابینہ میں یہ بات بھی زیر بحث آئی کہ دینی مدارس کے وفاقوں سے بات چیت کی جائے، چنانچہ وزارتِ مذہبی امور نے ہم سے رابطہ بھی کیا اور اس پر 4 مارچ کو اتحاد تنظیماتِ مدارس اور وزارتِ مذہبی امور کی ایک میٹنگ ہوئی بھی ہے لیکن اس میٹنگ میں اپنی علالت کی وجہ سے شریک نہ ہو سکا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اب جو ہمارے ساتھ مدارس کے حوالے سے بات چیت کرتی، ہم حکومت کو بتاتے کہ کون سے مسئلے حل ہو چکے ہیں اور کون سے مسئلے ایسے ہیں جو اس وقت مدارس کی قیادت اور حکومت کے درمیان التوا کا شکار ہیں جن پر دونوں فریقوں کو بحث کرنی چاہیے اور انھیں حل کرنا چاہیے تو حکومت ہمیں پہلے آن بورڈ لیتی کیوں کہ ہم ایک فریق ہیں۔ اگر حکومت کے خیال کے مطابق یہ بات نئی ہے کہ ہم مدارس کے نصابِ تعلیم کو اپنے قومی نصابِ تعلیم سے ہم آہنگ کرنا چاہتے ہیں، قومی تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کر کے ان کو قومی تعلیم کے دھارے میں لانا چاہتے ہیں۔ اس میں ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ دینی مدارس کا نصابِ تعلیم تو پہلے ہی جامع ہے، متحرک ہے، اس کے لیے جید علمائے کرام اور ماہرین تعلیم کی کمیٹی موجود ہے جو مستقل اور مسلسل جائزہ لیتی رہتی ہے اور اپنے مقصد اور اہداف کو سامنے رکھتے ہوئے ضرورت کے مطابق تبدیلی کرتی رہتی ہے۔

ہماری بنیادی مقصد دینی تعلیم اور قرآن وسنت کی تعلیم فراہم کرنا ہے۔ اس کے لیے جو بھی ممد ومعاون ہو اور اس کے معارض نہ ہو تو اس کا ہم خود جائزہ لے کر اس کو تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ دینی مدارس کے نصابِ تعلیم یا نظامِ تعلیم سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ حکومت اپنے عمومی نصابِ تعلیم اور عمومی نظامِ تعلیم کا جائزہ لے اور اسے اسلامی دھارے میں لائے۔ ہمیں قومی دھارے میں لانے کی فکر کی بجائے اپنے قومی نصابِ تعلیم اور نظامِ تعلیم کو اسلامی دھارے میں لانے کی فکر کرے جو آئینِ پاکستان کا تقاضا ہے۔ پاکستان کا آئین حکومت کو پابند کرتا ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کو عام کریں گے، وہ قرآن وسنت کے علوم کو عام کریں گے تو اس طرف دیکھنا یہ چاہیے کہ کیا ہمارے عمومی تعلیمی ادارے اسکول، کالج اور یونی ورسٹیز میں اسلامی علوم ہیں؟ کیا قرآن وسنت اور شریعت کی تعلیم دی جا رہی ہے جو حکومت کی ایک آئینی ذمے داری ہے۔ اس نظام کو اسلامی دھارے میں لانے کی ضرورت ہے۔ ہم تو پہلے سے قومی دھارے میں ہیں، قومی دھارے میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ مسلمانوں کا ملک ہے، اس کا آئین تقاضا کرتا ہے کہ یہاں اسلامی تعلیمات کو فروغ دیا جائے، یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ ہم اسلامی تعلیم کو عام کر رہے ہیں۔ اسلامی تعلیم کے ماہرین تیار کر رہے ہیں۔ اصل چیز یہ ہے کہ حکومت کو اپنے نظامِ تعلیم کو درست کرنا چاہیے، خاص طور پر اس نظامِ تعلیم میں ایک بہت بڑی کمزوری یہ بھی ہے کہ وہ طبقاتی نظامِ تعلیم ہے۔ امیر کے لیے

الگ تعلیم ہے اور غریب کے لیے الگ تعلیم ہے، جب کہ دینی مدارس میں تو امیر و غریب کے لیے یکساں تعلیم ہے۔ جہاں غریب کا بچہ بیٹھ کر پڑھتا ہے، وہیں امیر کا بچہ بیٹھ کر پڑھتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قومی سلامتی داخلی پالیسی کے اندر جو اصل مسائل ہیں ان کو ٹچ نہیں کیا گیا اور اصل چیز ہے ہمارے ملک کے نظامِ تعلیم کو درست کرنا، ہمارے ملک کے نصابِ تعلیم کو صحیح خطوط پر استوار کرنا، یہ اصل ضرورت ہے تاکہ طبقاتی نظامِ تعلیم ختم ہو، اسی طرح دینی اور عصری علوم، مسٹر اور ملا کی تفریق کو ختم کرنے کے لیے بھی ہمیں اپنے نصابِ تعلیم کو درست کرنا چاہیے تاکہ یہ تفریق ختم یا کم ہو اور یہ اس طرح ہوگا کہ ہم وہاں پر قرآن وسنت کے علوم، مطالعہ پاکستان، کمپیوٹر اور ٹیکنیکل ایجوکیشن کو اپنے نصاب کا حصہ بنائیں۔ ضرورت تو اس بات کی ہے کہ اب عمومی تعلیمی اداروں میں بھی دینی علوم آئیں۔

روزنامہ اسلام:...... راولپنڈی اور اسلام آباد کے 400 مدارس کو مدرسے سے متعلق پوچھے گئے سوالات پر مشتمل ''ہسٹری شیٹ فارم'' دیا گیا ہے، اس پر آپ کا کیا موقف ہے؟

قاری حنیف جالندھری:...... ہمارا موقف یہ ہے کہ حکومت کو جو بھی کوائف مطلوب ہوں، وہ اس سلسلے میں اتحادِ تنظیمات مدارس پاکستان سے بات کرے۔ یہ طے شدہ معاہدے کا تقاضا بھی ہے، کیوں کہ ہماری سابقہ حکومتوں کے ساتھ کئی مرتبہ یہ بات طے ہو چکی ہے کہ مدارس کے متعلق کوئی بھی کوائف اگر حکومت کو درکار ہوں گے تو وہ ایک ایک مدرسہ سے رابطہ کر کے انھیں پریشان کرنے کی بجائے ان مدارس کے وفاقوں سے بات کرے۔ اس سلسلے میں حکومت ہم سے بات کرے کہ انھیں کیا کوائف مطلوب ہیں۔

روزنامہ اسلام:...... بعض حلقوں کا کہنا ہے کہ تمام مدارس دہشت گردی میں ملوث نہیں ہیں، بلکہ بعض مدارس دہشت گردی اور انتہا پسندی کی تعلیم و تربیت دیتے ہیں، اس لیے ان بعض مدارس کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے، کیا آپ اس بات سے اتفاق کرتے ہیں؟

قاری حنیف جالندھری:...... میں اس سے بالکل اتفاق نہیں کرتا، میں اس سوچ کو بالکل مسترد کرتا ہوں، اس لیے کہ آج تک حکومت کسی ایک مدرسے کا نام ثبوت کے ساتھ پیش نہیں کر سکی کہ فلاں مدرسے میں دہشت گردی، تشدد، انتہا پسندی اور عسکریت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اگر حکومت کے پاس ایسے بعض مدارس کے بارے میں ثبوت ہیں تو حکومت کو ان مدارس کی نشان دہی کرنے میں کیا رکاوٹ اور کیا خوف ہے۔ ہم مبہم انداز کا نہ الزام دیتے ہیں اور نہ ایسے الزام کو قبول کرتے ہیں، یہ کہہ کر کہ بعض مدارس انتہا پسندی اور دہشت گردی میں ملوث ہیں، تمام مدارس کو مشکوک بنا دیا جاتا ہے اور میں نے خود جب حکومت کے ذمے داروں سے پوچھا کہ آپ ہمیں بتائیے کہ وہ بعض مدارس کون سے ہیں تو انھوں نے جواب میں یہ کہا کہ ان کا تو ہمیں بھی پتا نہیں۔ یہ طوطے کی طرح رٹی رٹائی بات ہے

جو ہر جگہ پر کہی جاتی ہے۔سوال یہ ہے کہ اگر بعض مدارس دہشت گردی میں ملوث ہیں تو ان کے نام لیے جائیں، نام کیوں نہیں لیے جاتے؟ ان مدارس کے بارے میں ثبوت پیش کیے جائیں، یہ معاملہ قوم کے سامنے لایا جائے اور مدارس کے وفاقوں کو اعتماد میں لیا جائے۔اس طرح کے مبہم الزامات لگا کر مدارس کے کردار کو مشکوک نہ بنایا جائے۔

روز نامہ اسلام:......بعض لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ مدارس میں فرقہ واریت کی تعلیم دی جاتی ہے جس سے معاشرے میں فرقہ واریت پھیلتی ہے، اس بات میں کتنی حقیقت ہے؟

قاری حنیف جالندھری:......ایسا نہیں ہے، میں اس کی نفی کرتا ہوں، کیوں کہ دینی مدارس میں اسلام کی تعلیم دی جاتی ہے اور اسلام کسی بھی فرقہ وارانہ منافرت پر اور مذہبی منافرت پر یقین نہیں رکھتا۔اسلام تو دین امن ہے اور مدارس اسی پیغام کے مراکز اور سرچشمے ہیں، مدارس قرآن وسنت کی تعلیم دیتے ہیں جس میں برداشت، رواداری، تحمل، دوسروں کے ساتھ حسن سلوک اور حسن اخلاق کی تعلیم ہے۔مدارس بھی اس کی تعلیم دیتے ہیں۔ہمارے ملک میں فرقہ وارانہ فسادات، منافرت کے اسباب، عوامل اور وجوہ کچھ اور ہیں، اس لیے ان حقیقی اسباب، عوامل اور محرکات کی طرف توجہ ہونی چاہیے۔مدارس تو اس برصغیر اور پاکستان میں ایک عرصہ دراز سے ہیں، پاکستان میں 1947 سے ہیں اور کئی مدارس تو پاکستان بننے سے بھی پہلے کے ہیں جو مختلف علاقوں میں کام کررہے تھے۔اگر مدارس کی وجہ سے فرقہ واریت ہوتی تو پھر آج سے سو سال پہلے پچاس پہلے بھی ہوتی، جب کہ فرقہ وارانہ قتل وغارت دو عشروں سے ہے اس لیے مدارس پر فرقہ واریت کا الزام نہ دھرا جائے۔

روز نامہ اسلام:......قاری صاحب! ہر آنے والی حکومت مدارس میں اصلاحات کے نام پر کوئی نہ کوئی ایجنڈا ضرور پیش کرتی ہے، جس سے ملک میں ایک نئی بحث اور تنازعہ جنم لیتا ہے اس حوالے سے آپ کیا کہتے ہیں؟

قاری حنیف جالندھری:......میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بیرونی ایجنڈا ہے۔ہر حکومت بیرونی امداد لینے کے لیے یا بیرونی دنیا کو خوش کرنے کے لیے اسی طرح کے غیر حقیقت پسندانہ اعلانات اور اقدامات کرتی ہے۔حالاں کہ اصل میں گورنمنٹ کے نظام کی اصلاح کی ضرورت ہے۔مدارس کی اصلاح کی بجائے اصلاح کرنے والے پہلے اپنے اداروں کی افلاح کی فکر کریں۔

روز نامہ اسلام:......قاری صاحب! پاکستان کے مدارس کا ملکی امن وسلامتی میں کیا کردار رہا ہے؟

قاری حنیف جالندھری: الحمدللہ دینی مدارس بنیادی طور پر قرآن وسنت کی تعلیم کے مراکز اور سرچشمے ہیں اور اسلام کے مضبوط قلعے ہیں اور اسلام امن وسلامتی کا دین ہے، ظاہر ہے کہ دینی مدارس کی تعلیم جو لوگ حاصل کریں گے۔وہ امن وسلامتی کے داعی ہوں گے۔یہی وجہ ہے کہ آپ دیکھیں، ایک چھت کے نیچے پنجابی، سندھی، بلوچی،

پٹھان، مہاجر، غیر مہاجر، اردو اور سرائیکی بولنے والے مختلف صوبوں سے تعلق رکھنے والے رہتے بھی ہیں اور پڑھتے بھی ہیں، اس سے ایک قومی اور ملّی وحدت کا پیغام بھی جاتا ہے۔ اسی طرح پاکستان پر خدانخواستہ جب بھی کوئی برا وقت آیا تو ان دینی مدارس کے طلبہ نے پاکستان کی افواج کے شانہ بشانہ ملک کی جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ کے لیے باقاعدہ جانیں دی ہیں۔ مدارس نے ہمیشہ دہشت گردی اور انتہا پسندی کو رد کیا اور اس کی مذمت کی ہے اور اسلام کے پیغامِ امن کو عام کیا ہے۔ چنانچہ ہم وفاق المدارس العربیہ کے زیر اہتمام ملک بھر میں کانفرنسیں اور اجتماعات منعقد کر رہے ہیں، جس کا عنوان "تحفظ مدارس دینیہ اور اسلام کا پیغامِ امن" ہے۔ جن میں ہم ملک کے استحکام کی بات کریں گے، اسلام کے آفاقی پیغام امن کو بتائیں گے، دینی مدارس کی خدمات کو عوام کے سامنے بیان کریں گے۔ اس سلسلے کا پہلا پروگرام 20 مارچ کو قلعہ کہنہ قاسم باغ میں ہوگا۔ جس میں پورے ملک سے بالعموم اور بالخصوص صوبہ پنجاب سے تمام مدارس کے سربراہ، مہتممین، اساتذہ، علماء، طلبا، تاجر، وکلا، سیاسی و مذہبی رہنما، دانش ور اور عوام شریک ہوں گے۔ یہ پروگرام صبح دس بجے سے شام نمازِ عصر تک ہوگا۔ دوسرا پروگرام 23 مارچ کو جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی میں ہوگا۔ اس میں بھی ملک بھر سے اہم شخصیات بالعموم اور صوبہ سندھ سے بالخصوص تمام علماء، مدارس کے مہتممین، طلبا، اساتذہ اور عوام شریک ہوں گے۔ اس سلسلے کا تیسرا پروگرام 25 مارچ کو جامعہ امدادیہ سریاب روڈ کوئٹہ میں ہوگا، جس میں بلوچستان میں سے علماء شریک ہوں گے اور تمام مدارس کے سربراہ، اساتذہ، علماء، طلبا اور عوام شریک ہوں گے۔ اس سلسلے کا چوتھا پروگرام جامعہ عثمانیہ پشاور میں 27 مارچ کو ہوگا۔ اس میں بھی پورے ملک سے بالعموم اور بالخصوص خیبر پختونخواہ سے مدارس کے سربراہان اور عوام شریک ہوں گے۔ اس سلسلے کا پانچواں پروگرام مظفر آباد اسٹیڈیم آزاد کشمیر میں ہوگا جس میں پورے آزاد کشمیر کے علماء، طلبا اور عوام شریک ہوں گے۔ اس سلسلے کا آخری پروگرام 24 اپریل کو "عالمی اجتماع" کنونشن سینٹر اسلام آباد میں ہوگا۔ جس میں شرکت کے لیے دنیا بھر سے اہم شخصیات کو دعوت دی جارہی ہے۔ ان پروگراموں کا بنیادی مقصد تو دینی مدارس کی خدمات کو اُجاگر کرنا ہے، کیوں کہ دینی مدارس ہر میدان میں آگے آگے ہوتے ہیں خواہ وہ میدان تعلیمی ہو، تبلیغی ہو، سیاسی ہو، تصنیفی ہو، سماجی ہو یا معاشرتی ہو۔ دینی مدارس کی انہی خدمات کو ان پروگراموں میں اُجاگر کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ وفاق المدارس العربیہ کے امتحانات میں اول، دوئم، سوئم پوزیشن حاصل کرنے والے طلبا و طالبات ہیں ان کو انعامات دیئے جائیں گے تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو اور دوسروں میں تعلیم کا شوق پیدا ہو اور انعام لینے والے طلبا و طالبات جن مدارس کے ہوں گے تو ان متعلقہ مدارس کو بھی اعزازات دیے جائیں گے تاکہ ان کی بھی حوصلہ افزائی ہو۔ اس کے علاوہ ہم ان شاء اللہ اس موجودہ داخلی سلامتی پالیسی کے حوالے سے بھی باہمی مشاورت سے ایک لائحہ عمل کا

اعلان کریں گے۔ دینی مدارس کے تحفظ کے لیے بھی ایک مضبوط اور ٹھوس پالیسی کا اعلان کریں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ دینی مدارس کے تحفظ میں ہی اسلام کا تحفظ ہے، دینی علوم کا تحفظ ہے، پاکستان کا تحفظ ہے۔ مدارس کا تحفظ پاکستان کا تحفظ ہے، مدارس کا تحفظ عالم اسلام کا تحفظ ہے، مدارس کا تحفظ مسلمانوں کے علوم کا تحفظ ہے، مسلمانوں کی روایت، اقدار، تہذیب اور ثقافت کا تحفظ ہے کیوں کہ دینی مدارس دینی علوم کے سرچشمے ہیں اور دینی واسلامی روایات اور تہذیب وثقافت کے بھی محافظ ہیں۔ یہ پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے چوکیدار ہیں، محافظ ہیں۔ ہم ان شاء اللہ ان پروگراموں میں آئندہ کے لائحہ عمل کا بھی اعلان کریں گے۔

روزنامہ اسلام:...... دینی مدارس کے مخالفین اور اہلِ مدارس کو آپ کیا پیغام دیں گے؟

قاری حنیف جالندھری:...... میں یہ پیغام دوں گا کہ مدارس کے خلاف سازش بہت لوگوں نے کیں لیکن کبھی بھی ان کے خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوئے۔ اس لیے ایسے لوگ مدارس کے خلاف سازشوں اور منصوبوں کی بجائے دینی مدارس کا مشاہدہ ومطالعہ کریں۔ دینی مدارس کو قریب سے دیکھیں، ان کے نظامِ تعلیم کا جائزہ لیں، کسی پروپیگنڈے کا شکار نہ ہوں۔ وہ کبھی بھی اپنی ان سازشوں میں کامیاب نہیں ہوں گے، کیوں کہ دین کا محافظ اور قرآن کا محافظ جب اللہ ہے تو اس کے مراکز کا محافظ بھی اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہے۔

ایسے لوگ اپنی کوششیں کسی منفی کام کی بجائے کسی مثبت کام پر لگائیں اور دینی مدارس کا تعصب کی عینک اُتار کر معائنہ کریں، ان کی خدمات اور کردار کا جائزہ لیں، یہ مدارس دنیا کی سب سے بڑی این جی اوز ہیں۔ یہ تقریباً 25 لاکھ طلبا وطالبات کو نہ صرف یہ کہ مفت تعلیم دیتے ہیں بلکہ رہائش، کھانا، لباس، علاج، کتابیں حتی کہ حسبِ استطاعت ماہانہ وظیفہ بھی دیتے ہیں، مدارس ملک میں فروغِ تعلیم کا ذریعہ ہیں، شرح خواندگی میں اضافہ کر رہے ہیں۔ اس لیے ان مدارس کو قریب سے دیکھیں اور اپنی دنیا وآخرت کو خراب نہ کریں۔

اہل مدارس کو چاہیے کہ وہ رجوع الی اللہ، توبہ واستغفار اور اکابر کے معمولات کو اپنے معمولات میں لائیں، ان اجتماعات کی کامیابی کے لیے، ان کے مقاصد حسنہ کے لیے کہ یہ اجتماعات دینی مدارس کی خدمات سے عوام کو روشناس کرانے، دین تعلیم کو عام کرنے، معیارِ تعلیم کو بڑھانے اور امن واستحکام کے لیے یہ اجتماعات سنگِ میل ثابت ہوں، ان مقاصد کے لیے تمام حضرات دعائیں بھی کریں، وظائف بھی کریں، رجوع الیٰ اللہ بھی کریں، ان کو کامیاب بنانے کے لیے بھرپور کوششیں بھی کریں اور تمام حضرات سمیت قافلوں کی شکل میں شرکت کریں۔

☆......☆......☆